نکاح سے قبل تحقیق کرلینی چاہئے

فرمودہ ۱۹۲۰ء)[1]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا :-

جہاں اسلام دین فطرت ہے یعنی فطرت جس کی مخالف نہیں وہاں یہی دین اب ایسے تغیرات کے نیچے آگیا ہے کہ اگر لوگ اس کو فطرت کے مخالف کہیں تو غلط نہیں۔ آج دنیا کے سامنے جو اسلام لوگ پیش کرتے ہیں اس کو دیکھ کر اگر کوئی شخص کہہ دے کہ اس مذہب کو اپنے پاس ہی رکھو تو بے جا نہیں۔ انسانوں میں نقص ہوتے ہیں مگر ایسے نہیں کہ ان کا کوئی بھی حصہ جسم سلامت نہ ہو۔ کسی کی ناک نہ ہوگی، کسی کا کان نہ ہوگا، کوئی کانا ہوگا، کسی کے دانت ٹوٹے ہوئے ہوں گے، کسی کے جسم پر زخم ہوگا لیکن کوئی ایسا نہ ہوگا کہ جس کی کوئی چیز بھی سلامت نہ ہو۔ ایسا شخص خیال میں نہیں آسکتا جس کی شنوائی نہ ہو، بینائی نہ ہو، گویائی نہ ہو اور کان اور ناک کٹے ہوں، ہاتھ نہ ہوں، پاؤں نہ ہوں غرض کہ جسم کا کوئی حصہ سلامت نہ ہو مگر اسلام کی موجودہ شکل ایسی بنادی گئی ہے کہ سر سے لے کر پیر تک اس میں نقص ہی نقص دکھائی دیتے ہیں۔

کیسی عجیب بات ہے کہ وہ صداقت اور حقانیت سے پُر مذہب جس کے مقابلہ میں تمام دنیا کے فلسفیوں کی نظریں جھک جاتی ہیں اور آنکھیں کھل جاتی ہیں آج سوائے اس کے کہ کوئی اس کو باپ دادا کا مذہب خیال کرکے مانے اس کو ایسا بھیانک کردیا گیا ہے کہ ایسا شخص جو حقیقت سے بے خبر ہو اس سے ڈرتا ہے۔

سب سے پہلے ہم خدا کے وجود کو لیتے ہیں۔ آج کل لوگ خدا کو جس رنگ میں پیش کرتے ہیں اس سے ڈر لگتا ہے اور بجائے اس کے کہ اس سے محبت پیدا ہو نفرت پیدا ہو جاتی ہے اس کی شان کے متعلق ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہیں کہ جن کو سن کر ہنسی آتی ہے۔ وہ خدا وحدہ لا شریک ہے لیکن مسلمان کہلانے والے اس کے مقابلے میں غیروں کو سجدہ کرتے ہیں، ارواح کو نذریں دیتے ہیں اور ہر ایک شرک کی جگہ چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ مسلمانوں میں ایسے بھی ہیں جو کالی پر زبان چڑھانے والوں کے آگے نذریں پیش کرتے ہیں جو زیادہ موحد بنتے ہیں وہ بھی شرک میں مبتلاء ہیں کیونکہ وہ مسیحؑ کے متعلق کہتے ہیں کہ اس نے جانور پیدا کئے تھے۔ حضرت خلیفہ اول اپنے ایک استاد کی رؤیا سنایا کرتے تھے جو بھوپال میں رہتے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک پُل کے نزدیک ایک شخص پڑا ہے جس کی بہت ہی بری حالت ہے۔ اپاہج ہے لنگڑا لولا، اندھا اور تمام جسم زخموں سے بھرا پڑا ہے۔ یہ اس کے پاس گئے اور کہا کہ اے شخص تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں اللہ میاں ہوں انہوں نے کہا ہم تو پڑھتے سنتے رہے کہ آپ ہر قسم کے نقصوں سے پاک ہیں۔ مگر یہ کیا نقشہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں تو بے نقص ہی ہوں۔ مگر اہل بھوپال جس کو اور جیسے کو خدا کہتے ہیں اس کی یہ حالت ہے اور بھوپال میں میری یہی حیثیت ہے۔ انہوں نے تو بھوپال میں ہی خدا کی یہ حیثیت دیکھی تھی لیکن اصل میں آج کل مسلمانوں کے خدا کی یہی حالت ہے۔ انہوں نے خدا کا ایسا نقشہ بنا رکھا ہے کہ بجائے اس کے کہ اس سے محبت اور عشق پیدا ہو اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

پھر خدا کے بعد انبیاء ہوتے ہیں (میں ملائکہ کو چھوڑتا ہوں۔ اگرچہ انہوں نے ملائکہ کو بھی نہیں چھوڑا اور محض انسان کی گناہگاری کو معمولی ثابت کرنے کے لئے فرشتوں کے متعلق بھی کہہ دیا کہ دو خاص فرشتے ایک کنچنی پر عاشق ہو گئے تھے جو آج تک سزا بھگت رہے ہیں کہتے ہیں فرشتوں نے اعتراض کیا تھا کہ انسان دنیا میں رہ کر گنہگار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم بھی وہاں جاؤ تو پتہ لگے۔ چنانچہ جب وہ دنیا میں آئے تو آتے ہی ایک کنچنی پر عاشق ہو گئے اور آج تک اس کی سزا بھگت رہے ہیں۔) اور نبیوں کو چھوڑ کر اپنے نبی سے بھی انہوں نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ اپنا استاد سب کو پیارا ہوتا ہے مگر انہوں نے اپنے استاد کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ آپ کے دشمنوں نے منافقت کے رنگ میں آپ کے خلاف جس قدر گندی باتیں منسوب کی تھیں ان سب کو انہوں نے متبرک قرار دے کر اپنی کتب میں جگہ دی۔ اب اگر کوئی انکار

کرے تو وہ مسلمانوں کے نزدیک احادیث کا منکر بنتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے وقت میں منافقین جو مسلمان کہلاتے تھے آپ پر خفیہ ہی خفیہ گندے سے گندے الزام لگاتے تھے۔ آپ کے اخلاق اور چال چلن پر اعتراض کرتے تھے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں بھی بعض احمدی کہلانے والے آپ پر الزام لگاتے تھے مثلاً نبی کریمؐ کے متعلق مشہور کر دیا تھا کہ آپ اپنی (پھوپھی زاد) بہن کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئے۔ پہلے پہل تو ان لوگوں میں ایسی باتیں ظاہر کرنے کی جرأت نہ تھی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد یہی باتیں حدیثیں بن گئیں اور کتابوں میں نقل ہونے لگیں۔ غرض رسول اور ایسا رسول اور استاد اور ایسا استاد کہ جو بے نظیر ہے۔ اس پر بھی اعتراض جڑ دیئے۔ اسی طرح بیسیوں باتیں ہیں جو کہ آپ کے متعلق کتابوں میں لکھ دی گئی ہیں اور اب ان کو اپنے عقائد میں داخل سمجھا جاتا ہے۔

اب رہے اعمال۔ ان کی بھی صورت بدل گئی۔ اعمال میں سے صرف نماز کو لیتا ہوں کہ سب سے بڑی عبادت ہے اس کو کچھ لوگ تو ایسی شکل دیتے ہیں کہ نماز ایک ورزش کی صورت بن جاتی ہے۔ پھر ایک ایسی نماز ہوتی ہے کہ اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ ہمیشہ یہ مثال بتایا کرتے تھے کہ جیسے مرغ دانے چنتا ہے۔ یا تو عبادت ایسی سمجھی جاتی ہے کہ جب بیٹھے تو اٹھے نہیں۔ ماتھے میں چٹاخ لگا ہوا ہو، ہاتھ میں تسبیح ہو منکا ضرور گر رہا ہو خواہ منہ سے گالیاں ہی نکل رہی ہوں۔ یہیں قادیان میں ایک شخص تھا وہ مرزا سلطان احمد صاحب کے باغ میں رہتا تھا۔ احمدیوں کا سخت مخالف تھا اور سخت گندی گالیاں دیا کرتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں تسبیح ہوتی تھی جس کے دانے پر دانے گرتے رہتے تھے اور زبان سے "او سورا" وغیرہ گالیاں نکلتی جاتی تھیں۔ گویا اللہ کے ذکر کی بجائے گالیوں کا ذکر تسبیح پر پڑھتا تھا۔ پھر زکوٰۃ ہے اول تو خود دیتے ہی نہیں اور جو دیتے ہیں وہ عجیب عجیب حرکتیں کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں زیادہ زکوٰۃ دینے والی خوجوں کی قوم ہے اس کے متعلق اپنے ملک کا حال حضرت خلیفہ اول اس طرح سنایا کرتے تھے کہ وہ ہزاروں روپے زکوٰۃ نکالتے لیکن گھڑے میں ڈال کر اوپر دانے ڈال دیتے اور مسجد کے کسی طالب علم کو بلا کر کھانا کھلاتے اور کہتے۔ میاں طالب علم اس گھڑے میں جو کچھ ہے وہ ہم نے تیری ملک کیا۔ جب وہ قبول کر لیتا تو اسے کہتے۔ اچھا تم اسے کہاں کہاں لئے پھرو گے۔ ہمارے پاس ہی بیچ دو اور پھر دو چار روپیہ میں خرید لیتے۔ گویا وہ اس طرح خدا کے فرض سے سبکدوش ہو جاتے اور رقم بھی ہاتھ سے نہ جاتی۔

یہ تو ظاہری اعمال کی کیفیت ہے۔ اب رہے اخلاق۔ ان کی یہ کیفیت ہے کہ جب تک فحاش نہ ہو اور گندی سے گندی گالیاں اور کفر کے فتوے نہ شائع کرے مسلمان اور مولوی نہیں سمجھا جاتا[۱] معاملات میں اس سے بھی بری حالت ہے ہمارے ملک کی یہ کیفیت ہے کہ بڑے بڑے مسلمانوں نے سرکار میں لکھوایا کہ لڑکیاں ہماری جائداد کی وارث نہ سمجھی جائیں۔ سرکاری حکام نے ان کو اچھی طرح ذلیل کرنے کے لئے ان سے اقرار لئے کہ کیا تمہیں اسلامی شریعت منظور نہیں۔ انہوں نے لکھوا دیا کہ ہمیں شریعت منظور نہیں رواج منظور ہے اور اس پر ان کے انگوٹھے لگوائے گئے[۲]۔

نکاح کا معاملہ کیسا پاک معاملہ تھا اور اس میں کس قدر خوف اور ڈر کی ضرورت تھی لیکن مسلمانوں نے اس کی وہ بری گت بنائی ہے کہ جس کی حد نہیں اور جو لوگ مصلح بنتے ہیں جب ان کا خود معاملہ پیش آتا ہے تو ان کے ہاں بھی لغویات ہوتی ہیں جن کے متعلق وہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کریں تو رشتہ داروں میں تفرقہ ہوتا ہے۔ جب تک باجے، آتش بازیاں اور کنچنیوں کے طائفے ساتھ نہ ہوں ان کی شادیاں ہی نہیں ہوتیں۔ ابھی چند دن ہوئے میں نے ایک مولوی صاحب جو ایک مسجد کے امام بھی تھے کے متعلق اخبار میں پڑھا تھا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کی شادی پر دو طائفے منگائے۔

غرض کسی پہلو سے دیکھا جائے۔ اسلام میں خرابیاں ہی خرابیاں پیدا کردی گئی ہیں۔ جب اس قدر نقص ہر طرف پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مصلح ضرور آنا چاہئے تھا اور ان نقائص کو دیکھ کر احمدیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مصلح کو قبول کرکے کیا حاصل کیا ہے۔ ان کی شادیوں میں کوئی ایسی فضول رسم نہیں ہوتی، نہ باجا ہوتا ہے، نہ ڈوم مراثی ہوتے ہیں، نہ سٹھنیاں دی جاتی ہیں بلکہ یہ ہوتا ہے کہ مسجد میں لوگ ذکر اللہ کے لئے جمع ہوتے ہیں ان کو کہا جاتا ہے کہ ٹھہر جاؤ ایک نکاح کا اعلان ہوگا پھر ان کو وہ کلمات سنائے جاتے ہیں جن میں ان کو بتایا جاتا ہے کہ یہ معاملہ نکاح جو تم کرنے لگے ہو ایک آدھ دن کے لئے نہیں بلکہ عمر بھر اور نہ صرف عمر بھر کے لئے بلکہ عاقبت تک کے لئے ہے اس لئے خوب سوچ لو اور اپنی نیتوں کو صاف کرلو۔ پھر اعلان کردیا جاتا ہے کہ فلاں کا فلاں سے نکاح کیا گیا۔ کجا یہ نکاح اور کجا وہ نکاح۔ اگر اور باتوں کو نہ دیکھا جائے یہی کتنی بڑی خدمت اسلام ہے جو مرزا صاحب نے کی۔ اور اگر غور سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے علم کلام ہی نیا پیش

نہیں کیا بلکہ انہوں نے اسلام کے ان تمام نقائص کو دور کر دیا ہے جو پیدا ہو گئے تھے۔ عقائد کو درست کیا، اعمال کو درست کیا، معاملات کو درست کیا، تمدن کو درست کیا۔ غرض سب باتوں کو درست کیا اور اسلام کو ایسا خوبصورت بنا دیا جیسا کہ وہ آج سے ۱۳ سو برس پیشتر تھا۔ اس لئے احمدیوں کو خدا کا شکرگزار ہونا چاہئے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ اگر ہم خدا کے شکرگزار ہوں گے تو ہمارے لئے اس کی نعمت اور بڑھے گی۔ اور اگر ناشکری کریں گے تو پھر اس کا عذاب بھی سخت ہے۔ پس یہ ہم پر احسان ہو رہے ہیں جس کے لئے ہمیں شکرگزار ہونا چاہئے۔ صداقت کا وہ دریا جو چلا آرہا تھا اس زمانہ میں ریت کے نیچے دب گیا تھا لیکن حضرت مرزا صاحب نے پھاوڑا لے کر ریت ہٹا دی اور دریا کو ہمارے لئے جاری کر دیا۔ اب اگر ہم اس کو چھوڑ دیں تو ناشکرگزار ہوں گے۔

غرض حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ سے ہم پر جو فیضان ہوا وہ ہمارے ہر معاملہ پر حاوی ہے۔ مثلاً یہی نکاح کا معاملہ ہے جو اس کی سادہ صورت ہے وہ ہمارے سوا اور کہیں نظر نہیں آتی۔ دوسرے لوگوں میں جو طریق مروّج ہے اس کی صورت یہ ہے کہ پرانے خطبے چلے آتے ہیں جو فارسی میں ہیں اور وہی پڑھے جاتے ہیں۔ اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آج سے پانچ چھ سو سال قبل تک مسلمانوں کی حالت اچھی تھی۔ وہ ماثورہ نصائح کو اپنی زبان میں سنا دیتے تھے۔ لیکن اس کا بعد ایسا تغیر ہو گیا کہ نصائح کی اصل غرض فوت ہو گئی۔ ایسے ملّاں جو کچھ نہیں پڑھے ہوئے فارسی میں خطبہ پڑھتے اور کہلواتے ہیں "بگو کہ من قبول کردم" مشہور ہے کہ ایک پڑھا ہوا شخص تھا اس کا جب نکاح ہوا۔ ملّا صاحب نے اسے کہا کہ "بگو کہ من قبول کردم" اس نے کہا "من قبول کردم" ملّا صاحب نے کہا یوں کہو "بگو کہ من قبول کردم" اس نے کہا نکاح تو میرا ہو رہا ہے میں کس کو کہوں۔

پھر مہر شرعی کا مسئلہ ہے ایک ایسا نکاح دیکھنے کا مجھ کو بھی اتفاق ہوا تھا۔ خطیب صاحب نے کہا کہ مہر شرعی رکھا گیا ہے میں نے پوچھا مہر شرعی کیا ہوتا ہے انہوں نے کہا ۳۲/ جو مروج ہے۔ میں نے کہا کہ کس روایت سے ثابت ہے کہنے لگے یہ تو میں نہیں جانتا۔ حالانکہ رسول کریم ﷺ سے لے کر صحابہؓ تک میں تھوڑے سے تھوڑا مہر بھی تھا اور بڑے سے بڑا بھی۔ اگر ایک انگشتری دینا [۳] اور قرآن کریم کی کسی سورۃ کا حفظ کرا دینا بھی مہر ہوتا تھا۔ [۴] تو تیس ہزار بھی مہر مقرر ہوا ہے۔ [۵] نبی کریم ﷺ کے اول مخاطب چونکہ عرب تھے اس لئے

جو آیات حضور تلاوت فرماتے تھے وہ ان کو خوب سمجھ لیتے تھے مگر ہمارے لوگ چونکہ اس سے ناواقف ہیں اس لئے ان کو بتانا پڑتا ہے۔

یہ آیات جو پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک کو لیتا ہوں اور کسی قدر بیان کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ؁ اے لوگو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور غور کرو کہ تم نے کل کے لئے کیا کیا ہے۔ نکاح کا معاملہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے آج کا ہی معاملہ نہیں بلکہ عمر کے لئے ہے اور پھر قیامت تک کے لئے ہے اس لئے تمہیں اس میں تقویٰ مدنظر ہونا چاہئے اور تمہیں سوچنا چاہئے کہ نکاح کے بعد تم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اس عورت اور اس کے رشتہ داروں کی طرف کیا ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ بعد میں کہتے ہیں کہ ہمیں کیا معلوم تھا عورت ایسی ہوگی۔ مگر ان کا فرض تھا کہ پہلے تحقیق کر لیتے۔

پھر بعض لوگ شادی کر لیتے ہیں۔ لیکن جب خرچ کی ضرورت ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہاں سے لائیں۔ انہوں نے پہلے ہی کیوں نہ سوچا۔ پھر بعض لوگ جھوٹ موٹ کہتے ہیں لڑکا ایسا ہے یا لڑکی ایسی ہے۔ اتنی جائداد ہے۔ اتنا زیور دیں گے۔ لیکن بعد میں جب ان کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا ہے تو فساد پیدا ہوتا ہے۔ ان کو حکم ہے تقویٰ سے کام لو۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ ہم تو خوبصورت سمجھتے تھے حالانکہ ہر شخص کا خوبصورتی کا معیار الگ ہوتا ہے۔ پھر بعض عورتیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ جہاں آئیں فوراً کہتی ہیں ہمیں تو الگ کردو۔ یہ تو شریعت کہتی ہے کہ الگ مکان ہو۔ مگر بعض کہتی ہیں جہاں مرد کے ماں باپ ہیں ہم اس شہر میں بھی نہیں رہ سکتیں۔ پھر بعض عورتوں پر اس قسم کے ظلم ہوتے ہیں کہ الاماں۔ ہزاروں بے چاری غم سے سِل میں مبتلاء ہو کر مرجاتی ہیں۔ پس فرمایا کہ پہلے سوچو اور پھر کسی جگہ معاملہ کرو۔ یہ نہیں کہ پہلے کر لو اور پھر پیچھے سے فضیحت ہوتی پھرے۔ اصل چیز تقویٰ ہے۔ اگر خدا کا تقویٰ مدنظر ہوگا تو کام درست ہو جائیں گے اور پھر فرمایا یاد رکھو اللہ ہر کام جو تم کرتے ہو اس سے واقف ہے۔ اس ذریعہ سے بھی نیتوں کی صفائی اور معاملات میں صفائی پیدا کرنے کی تعلیم دی اور یہ کیسی اعلیٰ تعلیم تھی لیکن افسوس اس کو بھی مسلمانوں نے خراب کر دیا۔

(الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۲۰ء صفحہ ۷ تا ۹)

ؔ۱ تاریخ و فریقین کا تعین نہیں ہو سکا۔

ؔ۲ ۱۹۳۵ء تک قانونی پوزیشن یوں تھی :-

"Priority was given to custom and local usages in prefrence to the Personal Laws of the parties."

یعنی رسم ورواج کو قانون شریعت پر افضلیت اور برتری حاصل تھی۔

قانون شریعت پر رسوم ورواج کو اولیت، افضلیت اور برتری دینے کی غرض سے مندرجہ ذیل ایکٹ متحدہ ہندوستان میں نافذ ہوئے۔

1- Bombay's Regulation IV of 1827.

2- Punjab Laws Act Iv of 1872.

3- Bengal, Agra and Assam Civil Courts Act XII of 1887.

محولہ پنجاب ایکٹ کی دفعہ ۵ کی تشریح ملاحظہ ہو۔

Section 5, Punjab Laws Act, does not prescribe that custom usually applies, but it does lay down that where the existence of a custon is proved that shall be first rule of decision and in its absence personal law (قانون شریعت) would continue to apply.

مندرجہ بالا فیصلہ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ ۵ کی تشریح میں سپریم کورٹ پاکستان نے مقدمات مندرجہ ذیل میں دیا ہوا ہے۔

Shahzadan Bibi and others Vrs. Amir Hussain Shah P.L.D. 1956 Supreme Court (Pak.) 227 Mohammad Jan and others Vrs. Rafiuddin and others P.L.D. 1949 Pc. 18.

ؔ۳ بخاری کتاب النکاح باب المہر بالعروض و خاتم من حدید

ؔ۴ بخاری کتاب النکاح باب التزویج علی القرآن و بغیر صداق

ؔ۵

ؔ۶ الحشر:۱۹